مکالمہ نویسی

ضروری ہدایات

- ☆ مکالمہ نویسی میں کرداروں کی گفت گو کو فطری پیرائے میں تحریر کریں۔
- ☆ کردار اپنی ذہنی سطح، اپنے طبقاتی احساس، اپنے علم و مرتبے کے مطابق گفتگو کرتے دکھائے جائیں۔
- ☆ مکالمہ موضوع کے مطابق معلومات سے بھرپور ہونا چاہیے۔
- ☆ بات سے بات خود بخود ہی نکلتی جائے تاہم باتوں کو دہرانے سے گریز کیا جائے۔
- ☆ مکالمے میں رَموزِ اُوقاف کی پابندی لازم ہے۔
- ☆ مکالمے کو دو صفحات تک بڑھایا جائے۔

مکالمہ نویسی

کردار: ڈاکٹر اور مریض

موضوع: بیماری

(مریض کراہتا ہوا طبیب کے کمرے میں داخل ہوتا ہے)

منظر: (ڈاکٹر صاحب کلینک میں مریضوں کو دیکھنے میں مصروف ہیں اسی دوران ایک مریض کراہتے ہوئے داخل ہوتا ہے اور خالی نشت پر بیٹھ جاتا ہے اپنی باری پر ڈاکٹر سے یوں گویا ہوتا ہے)

مریض: السلام علیکم!

طبیب: وعلیکم السلام! کیا ہوا جناب؟

مریض: رات کے پچھلے پہر سے دردِ شِکم میں مبتلا ہوں۔

طبیب: تکلیف کی شدت کیا ہے؟

مریض: رات کو ہلکا درد تھا جو بدستور شدت اختیار کرتا گیا اب تو یہ حال ہے کہ سانس لینا اور حرکت مَحال ہے۔

طبیب: آخری مرتبہ کیا کھایا تھا؟

مریض: بس ایک روٹی کا ٹکڑا۔

طبیب: روٹی کے ٹکڑے سے تو یہ درد نہیں ہوتا! بات کچھ اور ہے۔

مریض: نہیں جناب! روٹی کا ٹکڑا ہی کھایا بس تھوڑا جلا ہوا تھا۔ (وضاحت کرتا ہے(

طبیب: مطلب یہ کہ آپ کو آنکھوں کی دوا بھی چاہیے۔

مریض: نہیں سر! آنکھیں تو ٹھیک ہیں، پیٹ کا کچھ کریں۔ (درد کی شِدّت سے کہتا ہے(

طبیب: آنکھیں اگر ٹھیک ہوتیں تو آپ جلا ہوا ٹکڑا نہ کھاتے۔

مریض: مجھے کیا خبر تھی کہ یہ اتنی بڑی مصیبت بن جائے گی۔

طبیب: اگر ہم تھوڑی احتیاط سے کام لیں تو ہم بڑی مصیبت سے بچ سکتے ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں کہ

"پرہیز علاج سے بہتر ہے"

مریض: جانتا ہوں جناب! مگر اس وقت بھوک کی شدت میں کچھ دکھائی ہی نہیں دیا۔

طبیب: اب یقیناً تکلیف کی شدت سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا ہو گا!

مریض: بے شک!

طبیب: ایسی صورت تب پیش آتی ہے جب کھانے کا معمول طے نہ ہو۔ بہر حال ابھی یہ دوا کھائیں۔ (دوا دیتے ہوئے)

مریض: گولی کھاتے ہی آرام محسوس ہو رہا ہے۔ واقعی لوگ سچ کہتے ہیں:

"تندرستی ہزار نعمت ہے"

طبیب: (کچھ اَدویات لفافہ میں ڈال دیتا ہے) یہ ادویات صبح دوپہر شام استعمال کرنی ہیں میں نے ترکیب پرچی پر لکھ دی ہے۔

مریض: ڈاکٹر صاحب بہت شکریہ!

طبیب: دو دن بعد چیک کروانا دوبارہ۔

مریض: ٹھیک سر!

طبیب: سخت خوراک سے پرہیز کریں اور ہلکی پھلکی غذا استعمال کریں۔ یاد رکھیں "پرہیز علاج سے بہتر ہے"

مریض: (ادویات وصول کرتا ہے اور قیمت ادا کرتا ہے) شکریہ جناب!

طبیب: (پیسے گن کر دراز میں رکھتا ہے اور کچھ بقایا دیتا ہے) شکریہ! اللہ تعالیٰ آپ کو شفاعطا کرے!

مریض: آمین!

اختتامی منظر: (مریض کلینک سے رُخصت ہوتا ہے جبکہ ڈاکٹر کسی اور مریض کو دیکھنے میں مصروف ہو جاتا ہے)

مکالمہ نویسی

کردار: دکان دار اور خریدار

موضوع: خریداری

(خریدار خریداری کی غرض سے دکان میں داخل ہوتا ہے)

منظر: (ایک گاہک جسے گرم ٹوپی مفلر اور جرابیں درکار ہیں وہ ایک ایسی دکان میں داخل ہوتا ہے جہاں رَش کم ہے اور دکان دار سے یوں ہمکلام ہوتا ہے)

خریدار: السلام علیکم!

دکان دار: وعلیکم السلام! آیئے آیئے تشریف لائیں۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟

خریدار: ایک مفلر چاہیے۔ مناسب قیمت میں ہو۔

دکان دار: جناب یہ ساری دکان آپ کی ہے۔ دیکھیے مفلر لگے ہوئے ہیں پسند کریں قیمت مناسب کر لیں گے۔

خریدار: (مفلر پسند کرتا ہے) یہ بہتر ہے۔ اس کی کیا قیمت ہے؟

دکان دار: پانچ سو روپے صرف آپ کے لیے۔

خریدار: جناب یہ اپنے پاس رکھیے میں چلا! (حیران ہوتے ہوئے)

دکان دار: بھئی کیا ہو گیا! ٹھہریے جناب! میں آپ کو ایسے نہیں جانے دوں گا۔

خریدار: مجھے کچھ اور بھی خریدنا تھا مگر آپ کے یہاں تو دام ہی بہت زیادہ ہیں۔

دکان دار: اور کیا چاہیے کوئی زبردستی تو نہیں جناب ایک ساتھ قیمت طے کر لیں گے۔

خریدار: دو جوڑے جرابیں اور ایک عدد گرم ٹوپی بھی دیجیے۔

دکان دار: (کچھ ٹوپیاں اور جرابیں نکالتا ہے) یہ دیکھیے جناب پسند کیجیے۔

خریدار: (ایک ٹوپی اور دو جوڑے جرابیں الگ کرتا ہے) ان کے دام بتایئے۔

دکان دار: تین سو جرابوں کے، دو سو گرم ٹوپی کے اور پانچ سو کا مفلر، کل ایک ہزار روپے ہو گئے۔

خریدار: مطلب میں پھر جاؤں؟

دکان دار: بھئی آپ تو ناراض ہو جاتے ہیں۔ آپ چیزوں کا معیار تو دیکھیں! بازار میں اگر آپ کو اس سے کم قیمت ملیں تو میں مفت دوں گا۔

خریدار: چیزیں اچھی ہیں مگر

"باٹا کی تو نہیں جو مانگا وہی لیا"۔

دکان دار: جناب! معیار میں یہ باٹا سے کم نہیں لیکن برانڈ نیا ہے اس لیے کم لوگ جانتے ہیں۔

خریدار: عام طور پر تو یہی ہوتا ہے "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" لیبل کچھ اندر سے کچھ اور برآمد ہوتا ہے۔

دکاندار: معیار کی ضمانت ہے "ایمانداری بہترین حکمت عملی ہے" کے اصول پر ہم کاروبار کرتے ہیں۔ ہم دو نمبر مال نہیں بیچتے۔

خریدار: آپ مختصر بتائیں ایک قیمت تاکہ میں خرید لوں یا چلا جاؤں۔

دکان دار: آپ 900 روپے دے دیں۔

خریدار: 850 (روپے نکال کر دیتا ہے) یہ لیں جناب اب میں کوئی بات نہیں سنوں گا۔

دکان دار: یقین مانیئے کوئی بچت نہیں اس سودے میں۔ آپ تو خوش ہیں نا۔

خریدار: جی بالکل بس تو آپ بھی خوش ہو جایئے! اللہ حافظ۔

دکان دار: اللہ حافظ۔

اختتامی منظر: (گاہک سامان لے کر دکان سے باہر آجاتا ہے دکان دار کسی اور گاہک کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہے)

مکالمہ نویسی

کردار: دو ہم جماعت

موضوع: پڑھائی

(بازار میں دو دوستوں کی اتفاقاً ملاقات ہوتی ہے)

منظر: (علی اور شہریار دوست ہیں۔ اچانک بازار میں علی کی نظر شہریار پہ پڑتی ہے جبکہ شہریار اپنے دھیان میں تیزی سے گزر جاتا ہے تو علی اس کو آواز دیتا ہے)

علی: شہریار!

شہریار: (واپس مڑ کر دیکھتا ہے اور لوٹ کر آتا ہے) السلام علیکم!

علی: وعلیکم السلام! کہاں بھاگے جا رہے ہو اتنا تیز کہ سر پیر کا ہوش نہیں؟

شہریار: گھر مہمان آئے ہیں کچھ سامان خریدنا تھا اس لیے جلدی میں ہوں۔ تم کیا کر رہے ہو یہاں؟

علی: میں ریاضی کی گائیڈ خریدنے جا رہا ہوں۔

شہریار: بھئی ریاضی بھی بھلا گائیڈ سے حل کرنے والی کوئی چیز ہے؟ اتنا آسان مضمون! اگر انگریزی ہوتی تو بات سمجھ بھی آتی ہے۔

علی: میرے لیے انگریزی آسان جبکہ ریاضی مشکل اور آپ اس کے بر عکس ہیں۔

شہریار: بات تو آپ کی ٹھیک ہے۔ میرا خیال تھا!

علی: کیا خیال تھا؟ بولو بھی!

شہریار: آپ میری انگریزی میں تھوڑی مدد کر دیا کریں۔

علی: یار آپ نے تو میرے منہ کی بات چھین لی! اور آپ میری ریاضی میں مدد کر دیا کریں۔

شہریار: یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں کیونکہ "خدا اُن کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں"

علی: بالکل ٹھیک ہے۔ پھر شام 7 بجے میرے گھر آجانا۔

شہریار: میں کوشش کروں گا کہ وقت پہ پہنچ جائوں۔

علی: کوشش نہیں بر وقت پہنچنا ضروری ہے کیوں کہ "وقت کی پابندی عظیم قوم کا شیوہ ہے"

شہریار: جی میں جانتا ہو "وقت ایک قیمتی خزانہ ہے" اور کوئی اسے ضائع نہیں کرتا سب جانتے ہیں کہ

؎ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا عیش دوراں دِکھاتا نہیں

علی: واہ! کیا خوب کہا ہے۔ آپ کو تاخیر تو نہیں ہو رہی؟

شہریار: جی! اگر آپ اجازت دیں تو!

علی: چلو چلتے ہیں۔ اللہ حافظ!

شہریار: اللہ حافظ!

اختتامی منظر: شہریار بیکری کی جانب جبکہ علی اپنے گھر کی راہ لیتا ہے)

مکالمہ نویسی

کردار: درزی اور گاہک

موضوع: کپڑوں کی سلائی

(حمزہ اور حسیب دونوں بھائی درزی خانے میں داخل ہوتے ہیں)

منظر: (حمزہ درزی خانہ میں داخل ہوتا ہے جبکہ درزی اپنے کام میں مصروف ہے)

حمزہ: السلام علیکم! ماسٹر جی!

درزی: وعلیکم السلام! بیٹا!

حمزہ: آپ کے مزاج کیسے ہیں؟

درزی: آپ کو دیکھ کر مزاج تو بہت اچھے ہو گئے ہیں۔ کہیں بھول تو نہیں گئے آج؟ (حیرت کا اظہار کرتا ہے)

حمزہ: ماسٹر جی آپ بھی حد کرتے ہیں۔ آپ کو پتا تو ہے کہ میں تعلیم کے سلسلے میں لاہور چلا گیا ہوں۔

(مصافحہ کرتے ہوئے وضاحت کرتا ہے)

درزی: ہاں یاد آیا! آپ کے والد صاحب نے بتایا تھا۔ کیسی چل رہی ہے پڑھائی؟

حمزہ: بہت اعلیٰ۔ دیکھا! ہم لاہور جا کر بھی آپ کو نہیں بھولے۔

درزی: یہ تو آپ کی مَحبت ہے! تشریف رکھیے اور بتائیے کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

حمزہ: یہ دو سوٹ ہیں میرے ناپ کے مطابق کُرتا اور شلوار سی دیں۔

درزی: آپ ماشاء اللہ بڑے ہو گئے ہیں ناپ دوبارہ لینا پڑے گا۔

(درزی ناپ لیتا ہے)

حمزہ: ماسٹر جی! کب تک تیار ہوں گے؟

درزی: :ایک ہفتہ لگے گا کیوں کہ پہلے سے بہت کام آیا ہوا ہے۔

حمزہ: ماسٹر جی چھٹیاں بہت کم ہیں۔ چار دنوں میں تیار کر دیں تو مہربانی ہو گی!

درزی: میں کوشش کروں گا کہ آپ کو میری وجہ سے پریشانی نہ ہو۔

حمزہ: یہی تو آپ کی بات ہے جو لاہور سے یہاں کھینچ لاتی ہے۔ (گرم جوشی سے)

درزی: جب آپ اتنی محبت کرتے ہیں تو ہمارا بھی فرض بنتا ہے کہ آپ کو خوش رکھیں۔

حمزہ: اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے! دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ اللہ حافظ۔

درزی: آمین ضرور! اللہ حافظ!

اختتامی منظر: (حمزہ درزی خانہ سے باہر آتا ہے درزی اپنے کام میں مصروف ہو جاتا ہے)

مکالمہ نویسی

کردار: اُستاد اور شاگرد

موضوع: تاریخِ پاکستان

(ایک دن قبل مطالعہ پاکستان کے اُستاد نے تاریخِ پاکستان پر لیکچر دیا اور اب کلاس میں سوال جواب کی باری تھی)

اُستاد: السلام علیکم!

کلاس: وعلیکم السلام۔

اُستاد: جی طلبہ! کل کے لیکچر کے متعلق کسی نے کوئی سوال کرنا ہو تو ضرور کیجیے۔

شاگرد: انگریزوں سے پہلے برصغیر پر کس کی حکومت تھی؟

اُستاد: انگریزوں سے پہلے برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت تھی۔ برصغیر میں اسلام باقاعدہ تو محمد بن قاسم کے ساتھ آیا مگر یہاں حکومت کی بُنیاد مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر نے رکھی۔ اس کے بعد مختلف حکمران برسرِ اقتدار آئے آپ ان کی ترتیب کو اس شعر کی مدد سے یاد رکھ سکتے ہیں۔

ے غزنی و غوری ہوئے اور بعدازاں آئے غلام
خلجی ، تغلق، سید و لودھی ، مغل پر اِختتام

شاگرد: مسلمانوں کی حکومت کے خاتمے کی وجوہات کیا تھیں؟

اُستاد: بے شمار وُجوہات میں سے سب سے بڑی وجہ مسلمان حکمرانوں کی نااہلی تھی۔ کیوں کہ ان کی اَخلاقی قدریں بگڑ گئی تھیں۔ الطاف حسین حالی نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

ے کسی قوم کا جب اُلٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہیں مَسخ ان میں پہلے تَوانگر

شاگرد: مسلمانوں کو الگ ملک کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

اُستاد: انگریزوں اور ہندوئوں کے ظلم و ستم کی وجہ سے۔

شاگرد: کانگرس اور مسلم لیگ کب قائم ہوئی؟

اُستاد: کانگریس 1885ء میں اور مسلم لیگ 1906ء میں قائم کی گئی۔

شاگرد: کیا مسلم لیگ قائداعظم نے بنائی؟

اُستاد: نہیں یہ غلط فہمی دور کرلیں، مسلم لیگ نواب وقار الملک نے قائم کی، قائداعظم تو مسلم لیگ میں 1913ء میں شامل ہوئے۔

شاگرد: استاد محترم! ایک آزاد اسلامی ریاست کا تصور کس نے پیش کیا؟

اُستاد: علامہ اقبال نے 1930ء میں خطبہ الہ آباد میں آزاد اسلامی ریاست کے قیام کا تصور پیش کیا۔

شاگرد: مسلم لیگ میں شامل ہونے سے پہلے قائداعظم کا تعلق کس جماعت سے تھا؟

اُستاد: قائداعظم مسلم لیگ میں آنے سے پہلے کانگریس کے رکن تھے۔

شاگرد: قائداعظم مسلم لیگ میں کیوں شامل ہوئے؟

اُستاد: ہندوئوں کی شاطرانہ ذہنیت کو محسوس کر کے آپ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

شاگرد: "لے کے رہیں گے پاکستان" کا نعرہ کب مشہور ہوا؟

اُستاد: مسلم لیگ کے 1940ء کے سالانہ اجلاس کے بعد یہ نعرہ مشہور ہوا اور پاکستان بننے تک گونجتا رہا۔

شاگرد: مسلمانوں کی اس طویل جدوجہد کا کیا نتیجہ نکلا؟

اُستاد: مسلمانوں کی محنت خدا نے قبول کی اور 14 اگست 1947ء کو ملک خداداد پاکستان وجود میں آگیا۔ اب مضبوط اور مُستحکم پاکستان کے لیے ہمیں جدوجہد کرنی چاہیے ہمارے آباؤ اَجداد نے پاکستان کی صورت میں جو سرزمین ہمیں دی ہے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔

شاگرد: شکریہ استاد محترم! آپ نے ہمیں اس قدر مفید معلومات دی ہیں۔

استاد: شاباش! بہت اچھے اور مناسب سوالات کئے جو تاریخ کے حوالے سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح عِلمی کاوشوں کو جاری رکھو۔ کتابوں کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ کیا کرو۔

اختتامی منظر: (استاد محترم جماعت کو اگلے دن کا کام دے کر جماعت سے چلے جاتے ہیں)

مکالمہ نویسی

کردار: **ہوٹل مینیجر اور گاہک**

موضوع: **قیام وطعام**

منظر: **(مسٹر مبشر انجم اپنے بیٹے نعمان کے ساتھ گلشن ہوٹل میں داخل ہوتے ہیں جس کے بورڈ پر لکھا ہوا مصرع (ع چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے) (انھیں محظوظ کرتا ہے)**

مبشر: السلام علیکم! بھئی آپ کے ذوق کی تو داد دینی چاہیے۔

منیجر: (مسکراتے ہوئے) شکریہ! وعلیکم السلام! خوش آمدید! کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

مبشر: دو بستر کا کمرا چاہیے۔

منیجر: آج کل مہمانوں کی آمد ورفت کی کثرت کے باعث نیچے والی دونوں منزلوں پر کوئی کمرا خالی نہیں۔ البتہ تیسری منزل پر مل جائے گا۔

مبشر: کوئی حرج نہیں مگر کمرا صاف ستھرا اور ہوادار ہو۔

منیجر: جی آپ پہلے جا کر دیکھ لیں "ہمارا معیار ہی ہماری پہچان ہے" بالائی منزل پر آپ کو ایسا کمرا دیں گے کہ آپ اس کی کھڑکی سے شہر کا نظارہ بھی کر سکیں گے۔

مبشر: جی شکریہ!

منیجر: کتنے دن قیام فرمائیں گے؟

مبشر: ہم سیر و تفریح کے لیے آئے ہیں۔ قیام کا انحصار تو آپ پر ہے!

منیجر: ہم ہر طرح سے آپ کے آرام کی یقین دہانی کراتے ہیں۔

مبشر: کیا یہ آرام ہماری "جیب" کے حصے میں بھی آئے گا۔

منیجر: (مُسکراتے ہوئے) بالکل جناب! ہمارے ہاں کرایہ باقی ہوٹلوں کے مقابلے میں کم ہے بے شک آپ پہلے تسلی کر لیں۔

مبشر: مجھے اعتبار ہے اسی لیے تو اجنبی شہر میں آپ کے ہوٹل کا انتخاب کیا ہے۔

منیجر: شکریہ! براہ مہربانی اپنا شناختی کارڈ دیجیے۔ ہمیں اپنے رجسٹر میں اندراج کرنا ہو گا۔

مبشر: (کارڈ دیتے ہوئے) مسافروں کا ریکارڈ رکھنا اچھا اقدام ہے۔

منیجر: جی شکریہ! اپنے مُسافروں کا تحفظ ہماری اوّلین ذمہ داری ہے۔ (کارڈ واپس کرتا ہے)

مبشر: شکریہ!

منیجر: کمرا نمبر 170 ہے۔ یہ اس کی چابی ہے، آپ کو تمام سہولیات بروقت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

مبشر: (چابی لیتا ہے) شکریہ!

منیجر: کھانے کا وقت ہے، ابھی کیا تناوُل فرمائیں گے؟

مبشر: ابھی کھانا نہیں کھائیں گے بس دو عدد چائے بھجوا دیں۔

منیجر: آپ کمرے میں تشریف رکھیں میں چائے بھجواتا ہوں۔

مبشر: شکریہ!

منیجر: شکریہ!

اختتامی منظر: (دونوں باپ بیٹا لفٹ کا رخ کرتے ہیں جبکہ منیجر کسی دوسرے مہمان سے باتیں کرنا شروع کر دیتا ہے)